بہ مصطفےٰ برساں

"محسنِ انسانیت" مؤلف: نعیم صدیقی پر تبصرہ

ڈاکٹر امان اللہ خاں - پنجاب یونیورسٹی لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ كُلِّهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ۔

وہی اللہ ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ضابطۂ ہدایت دے کر اس غرض سے بھیجا ہے کہ وہ ہر دین کے مقابلے میں اسے (پوری انسانی زندگی پر) غالب کر دے! اگرچہ یہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔

"درحقیقت حضورؐ کے پیشِ نظر جہاں اعتقادی اور اخلاقی انقلاب تھا، وہاں پوری اہمیت کے ساتھ سیاسی انقلاب بھی تھا۔ جہاں فرد کی اصلاح مطلوب تھی وہاں تمدن کی درستی بھی مقصود تھی۔ دوسرے لفظوں میں حضورؐ نے انسان کو ایک اجتماعی وجود کی حیثیت سے سامنے رکھا اور اس کی اصلاح اس کے جملہ تمدنی رابطوں سمیت کرنا چاہی۔ حضورؐ نے انسان کو تمدن سے منقطع فرد کی حیثیت سے نہیں لیا۔ اور اپنی دعوت اس کی نجی زندگی تک محدود نہیں رکھی۔ یہ حقیقت سامنے رکھیئے اور حضور کے نصب العین کی پوری وسعت کو ذہن نشین کر لیجئے تو پھر واقعاتِ سیرت میں پورا تسلسل دکھائی دے گا، اور ہر واقعہ اور اقدام اور تدبیر کی توجیہہ ہوتی چلی جائے گی۔ بصورتِ دیگر نہ سیرتِ پاک کے اسرار کھلتے ہیں اور نہ قرآنِ مقدس کے نکات واضح ہوتے ہیں۔" (ص ۳۸)

یہ ہیں وہ الفاظ جو مولانا نعیم صدیقی نے اپنی مشہور کتاب "محسنِ انسانیت" میں سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نصب العین کے بارے میں لکھے ہیں۔

فاضل سیرت نگار کا اندازِ سیرت نگاری ایک نیا اور مفید و دلنشین انداز ہے، کتاب کا مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ کتاب دورِ حاضر کے تقاضوں اور ضرورتوں کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے اور آج انسانیت کو جس طرح سے محسنِ انسانیت سے رہنمائی حاصل کرنے کی ضرورت ہے اس کی کامیاب وضاحت کی گئی ہے۔ کتاب کے ادبی رنگ، زبان کی شستگی، عبادت کے تسلسل، خیالات کی پاکیزگی و گہرائی نے کتاب کی اہمیت وافادیت اور جاذبیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ یہ کتاب پہلی دفعہ ۱۹۶۰ء میں چھپی اور اب تک اس کے سات ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ اتنی تیزی سے بار بار چھپنے کی وجہ سوائے کتاب کی کامیابی کے اور کچھ نہیں ہو سکتی۔

۱۹۷۸ء کا ایڈیشن سفید خوبصورت کاغذ پہ ۶۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب کو ان مختلف عنوانات کے تحت ترتیب دیا گیا۔

۱۔ آپؐ کا پیغام، نصب العین اور تاریخی مقام   ۲۔ آپؐ کی شخصیت ایک نظر میں

۳۔ محسنِ انسانیت مکی دور میں   ۴۔ محسنِ انسانیت کا مدنی دور

۵۔ تلواروں کی چھاؤں میں   ۶۔ اور اُجالا پھیلتا ہی گیا۔

کتاب کے ساتھ چند مفید ضمیمے بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔ مثلاً واقعاتِ سیرتِ پاک کی زمانی۔ اولیات تقدمات، تحریک اسلامی کا عددی نشوونما، کتاب کے آخر میں کتبِ حوالہ کی فہرست بھی دی گئی ہے۔ کتاب کے ماخذ و مصادر مستند ہیں، قرآن حکیم، صحیح بخاری و مسلم، شمائل ترمذی مشکوٰۃ المصابیح، ریاض الصالحین جیسی احادیث کی کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ تفاسیر میں تفسیر ابن کثیر اور تفہیم القرآن کو ترجیح دی گئی ہے۔ سیرت کے قدیم ماخذوں میں سیرت ابن ہشام، المواہب اللدنیہ، اور امام ابن قیمؒ کی زاد المعاد سے بالخصوص استفادہ کیا گیا ہے۔ جدید کتب سیرت میں شبلی نعمانی کی سیرت النبیؐ اور قاضی سلمان منصور پوری کی رحمۃ للعالمین سے بھی خاصے حوالے دیئے گئے ہیں۔ ہمارے مصنف نے ڈاکٹر حمید اللہ کی تحقیق اور کتابوں کو بھی خوب سراہا ہے۔

قدیم و جدید ماخذوں سے استفادہ کرنے کے ساتھ ساتھ فاضل مصنف نے اپنے تجربہ اور وسیع مطالعہ سے جو دیگر معلومات حاصل کیں ان کی جھلک بھی کتاب میں نمایاں ہے۔

کتاب میں اگر تحقیق کے جدید طریق کار کو بھی پیشِ نظر رکھا جاتا تو اس کی اہمیت اور زیادہ بڑھ جاتی۔

تاہم اس کتاب میں فاضل سیرت نگار کی تخلیقی صلاحیتوں کی جھلک نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔
سیرت کے اہم واقعات کی ترتیب زمانی کو بالعموم پیش نظر رکھا گیا ہے، کہیں کہیں اس سے ہٹ کر بھی تحریر کی گئی ہے لیکن وہ کتاب کے اصل مقصد کو پیش نظر رکھ کر ہی کی گئی ہے۔ کتاب میں واقعات کی تاریخیں دینے پر زیادہ توجہ بالارادہ نہیں دی گئی۔ اس لیے کتاب کے ساتھ ایک ضمیمہ بعنوان: "واقعاتِ سیرت پاک کی ترتیب زمانی" شامل کر دیا گیا ہے، جس سے یہ پہلو بھی تشنہ نہیں رہا۔

(بشکریہ ریڈیو پاکستان لاہور)

(بقیہ خود پسندی کی ہلاکت خیزیاں)

دینی چاہیئے۔ آخری عدالت قیامت میں لگے گی۔ وہاں بے لاگ عدل کیا جائے گا۔ دنیا میں ہزار معاملے مبہم پڑے رہ جاتے ہیں۔ ان سب کا فیصلہ آخرت میں ہو گا۔ کوئی شخص اس عدالت کی زد سے باہر نہیں ہو گا۔

ان امور کو مختلف انداز اور پیرایۂ بیان میں سناتے رہنے سے توقع ہے کہ مزاج کی شدت میں تخفیف ہو جائے، سوچنے کے انداز میں تبدیلی آجائے اور عین ممکن ہے کہ بتدریج انانیت کی بھڑکائی ہوئی آگ پر پانی پڑ جائے اور وہ مردہ ہو جائے۔

صوفیائے کرام انسان کے باطنی عیوب پر گہری نظر رکھتے تھے۔ ان کے ملفوظات پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کبر اور غرور کے امراض کی بیخ کنی پر بہت زور دیتے تھے۔ اور اس کے حملہ کی طرف سے ہوشیار کرتے رہتے تھے۔ شیخ سعدیؒ لکھتے ہیں کہ میں اپنے پیر شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے ساتھ ایک مرتبہ دریائے دجلہ میں کشتی پر سفر کر رہا ہے۔ اس موقعہ پر انہوں نے مجھے دو باتوں کی نصیحت کی تھی۔ اوّل یہ کہ خود بیں اور خود پرست نہ بنوں، دوسرے یہ کہ غیروں کی نکتہ چینی اور بد بینی نہ کروں۔

مرا پیر دانائے روشن شہاب دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ بر خویش خود بین مباش دوم آنکہ بر غیر بد بیں مباش